

رمضان المبارک اور دعا

ہے جیسے تاجے کے برتن پر لگا ہوا زنگال اس پر خول کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

معصیت و گناہ میں مبتلا انسان، اپنے مالک و آقا کی رحمت و شفقت، اس کی خاص توجہ اور اس کی جانب سے عطا ہونے والی نعمتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

رب رؤف و رحیم، جو ماں کی مانتا سے زیادہ اپنے بندوں کے ساتھ رحمت و شفقت رکھتے ہیں انہوں نے خاتم النبیین ﷺ کی امت پر شفقت فرماتے ہوئے رمضان المبارک کا مہینہ، اس مقصد کیلئے مقرر فرمایا کہ اس پر انوار ماحول میں بندہ مومن، اپنے آپ کو رحمت الہیہ، مغفرت الہیہ اور رب العزت کی سخاوت و بخشش کا مستحق بنائے۔

اگر انسان، اس ماہ کے آتے ہی مستعد ہو جائے اپنے نفس پر یہ پابندی عائد کر لے کہ اب وہ وہی کچھ کرے گا جس کے کرنے کا حکم اس کے آقا نے دیا ہے اور ان تمام امور سے مجتنب رہے گا جن سے اس نے روکا ہے تو یہ اطاعت و فرمانبرداری اسے اللہ ذوالجلال کی رحمت سے قریب تر کر دے گی۔ اور جب مومن مسلسل دس دن اپنے دل و دماغ زبان، منہ، ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضا، جو ارجح کو، اللہ رب العزت کی اطاعت کا خوگر بنا لیتا ہے تو نہ صرف یہ کہ اوقات مقررہ پر کھانے پینے سے رک جاتا ہے۔ بلکہ اس کی زبان جھوٹ، مکر، فریب، دھوکہ دہی، جھوٹی شہادت، دوسروں کی دل

دستک دے رہی ہے کہ جو مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا ہے اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے آزادی کیلئے مختص ہے اور حق یہ ہے کہ یہ تینوں، رحمت، مغفرت اور جہنم سے آزادی، ایک دوسرے سے اسی ترتیب سے پیوست ہیں۔ صورت واقعہ یہ ہے کہ

۱۔ انسان کا مقصد وجود، اپنے رب سے قرب و تعلق پیدا کرنا، اس کے حضور شرف قبول حاصل کرنا اور اس کی رضاء خوشنودی سے بہرہ ور ہونا ہے۔

اس مقصد و حید اور انسان کے مابین جو چیز سب سے زیادہ حائل ہوتی ہے۔ وہ معصیت و نافرمانی ہے سرور عالم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ جس چیز سے سب سے زیادہ ناراض ہوتے ہیں وہ ان اعمال کا ارتکاب ہے جن کو رب السموات والارض نے انسان پر حرام قرار دیا ہے۔ یہ معصیت اور گناہ انسانوں کو اپنے مالک و آقا سے دور چھینک دیتا ہے۔ اس کے سامنے اسے حقیر و ذلیل کر دیتا ہے اور گناہوں پر مصر انسان آہستہ آہستہ اپنے رب کی مغفرت، اس کی فرمانبرداری و اطاعت اور اس کے قرب سے محروم ہوتا چلا جاتا ہے۔ ہر گناہ، انسان کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ڈالتا ہے۔ اگر یہ دھبے مسلسل پڑتے جائیں تو دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات گناہوں کی سیاہی اس طرح پورے دل کو گھیر لیتی

وہ لمحہ سعادت آیا چاہتا ہے جس کا ماحول کچھ یوں ہوگا کہ رحمت الہیہ کا دریا موجڑ ہے۔ عطا و بخشش کا سمندر متلاطم ہے اور جو دوسخا کی دلربا ہواؤں نے تمازت آفتاب سے نیم جاں سبزے کو حیات تازہ سے ہمکنار کر دیا ہے۔

سرکش شیاطین جکڑے جا چکے ہیں وہ جہنم جو ہر لمحہ معصیت زدگان کے انتظار میں رہتی ہے۔ اس ماہ مقدس کے اجلال و احترام اور رحمت الہیہ کے جوش و خروش کے نقاضے کے طور پر اس کے دروازے بند کئے جا چکے ہیں اور مغفرت اور ذنوب و کفارہ سینات کے وعدے پورے کئے جا رہے ہیں۔ اسی ماحول میں ہر صبح ہاتف ندا کر رہا ہے۔

یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر ادبر۔

نیکی اور بھلائی کے طالب آگے بڑھ تیز قدم ہو کر منزل سے ہمکنار ہو اور جو شر و معصیت کے مواقع تلاش کرتا رہتا ہے باز آ جا، اس جانب اٹھے ہوئے قدم واپس لوٹا لے اور اس وادی ہلاکت سے منہ موڑ کر، منزل فلاح و کامرانی کی جانب اقدام کر۔

خیر و برکت، اصلاح و تزکیہ، سیرت سازی و استواری کردار، نمود اخلاق و اضافہ ایقان و ایمان کا یہ موسم دلربا ہم آپ سبھی کو دعوت عمل دے رہا ہے اور یہ صدائے دلنواز، ہر قلب مومن کو

آزاری، گالم گلوچ، سخت زبانی، جھگی، غیبت دوسروں کی عیب جوئی، دوسروں کی تحقیر و تذلیل، ان تمام عیوب سے رکی رہتی ہے اور اس کے برعکس یہ زبان حمد و شکر کے ترانے گاتی ہے۔ تسبیح و تہجد کے کلمات دہراتی رہتی ہے۔ تلاوت قرآن مجید اور دوسروں کو بھلائی کی تبلیغ و تلقین میں ہر لمحہ مصروف رہنے لگتی ہے۔

اور اسی طرح اس کی آنکھیں، ہر حرام چیز کے دیکھنے سے، بے پردہ عورتوں کو، ٹیلی ویژن اور سینما کی سکرین پر رقص و سرود اور بے حیائی کے مناظر کے مشاہدے سے محفوظ رہتی ہے اور یہ آنکھ دن کی روشنی میں صفحات قرآن مجید پر مرکوز رہتی ہے اور رات کی تاریکی میں اپنے رب کے حضور ندامت کے آنسو بہاتی ہے۔

ایسے میں انسان کے ہاتھ ظلم و تعدی سے، جبر و استبداد سے، رشوت لینے اور دینے سے، عریانی و فحاشی پھیلانے والے فیچرز اور مقالات لکھنے سے، فوٹو چھاپنے، کم تولنے اور اشیاء میں ملاوٹ کرنے سے بچے رہتے ہیں اور یہ ہاتھ مظلوم کی مدد، بے آسرا کے بوجھ اٹھانے، خلق خدا کی خدمت کرنے، یتیموں کیلئے دست و شفقت بننے، راہ خدا میں جہاد کی تیاری کرنے، اسلامی ممالک کی سرحدوں کی حفاظت کیلئے اسلحہ اٹھانے، مورچے کھودنے، مساجد کی صفائی اور دفاتر میں یہ ہاتھ مظلوم کی حق رسی، حاجت مندوں کے انکے ہوئے کاغذات کو عدل و انصاف کی تحریروں سے آراستہ کرنے، مقدمات کے درست فیصلے لکھنے اور نیکی اور عدل کے دوسروں کاموں میں مصروف رہنے لگتے ہیں۔

اور یہ سلسلہ اطاعت و فرمانبرداری صرف دل و دماغ، زبان اور ہاتھ ہی تک کہاں محدود ہے۔ بندہ مومن کے تمام اعضاء بدن، اس کے بدن کا ایک ایک رواں مسلسل دس دن اور دس

راتیں اللہ رب العزت کی نافرمانی سے بچنے اور اسے خوش کرنے والے کاموں میں مصروف رہنے میں گزارتا ہے تو اللہ رؤف الرحیم کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ جو دوری انسان کے برے اعمال کی وجہ سے اس کے اور اس کے مالک و آقا کے مابین پچھلے گیارہ ماہ میں پیدا ہو چکی تھی۔ وہ ختم ہو جاتی ہے تو اپنے رب کا گناہ گار لیکن دل سے مطیع اور تاب بندہ اپنے رب کے قریب ہو جاتا ہے اور دریائے رحمت کی لہریں اس کو باب مغفرت کے قریب کر دیتی ہیں۔

دس دنوں اور راتوں کی یہ محنت توجہ اور اطاعت و فرمانبرداری کا مجاہدہ اور اسی کے ساتھ نفس پر قابو پانے کی مسلسل تربیت اور اس کی خواہشات کو رب السموات کے احکام و حدود کا پابند بنانے کی پیہم جدوجہد، عہد مومن کا حوصلہ بندھاتی ہے اور وہ رات کے پچھلے پہر کی غفلت میں اپنے مالک کے حضور ندامت کا اظہار کرتا ہے، اس کی آنکھوں سے اشک ہائے ندامت کا سیل رواں ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ بلبلاتا، روتا، ہچکیاں لیتا، عجز و درماندگی اور احتیاج مجسم بن کر، اپنے مالک کے حضور قیام، رکوع اور سجودے میں مستغرق رہتا ہے۔ تو رحمان و رحیم آقا کی رحمت اسے منزل مغفرت سے ہمکنار کر دیتی ہے اور یہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے جو لوگ رحمت و مغفرت کی انوار سے زیادہ سرشار ہوتے ہیں وہ تو اپنے قلب و ذہن کے ہاتھوں مجبور ہو کر مامولی اللہ سے اپنا رشتہ آئندہ دس دنوں کیلئے منقطع کر دیتے ہیں۔ اور اپنے رب کے کسی گھر کے کونے میں جا پڑتے ہیں۔ انہیں کسی مسجد میں اعتکاف سے کیا کچھ میسر آتا ہے؟ اس سوال کا جواب دینا شاید کسی کے بس کی بات نہ ہو۔ بس مختصر یہی کہ جو لوگ، فہم و شعور کی بیداری اور قلب و ذہن کی استواری سے معکف ہوتے ہیں وہ تو اس نوع کی لذت سے سرشار

ہوتے ہیں۔ جو کسی بچھڑے ہوئے، آزرہ حال محبت کو اپنے محبوب سے ملاقات اور ملاقات کے بعد غفلت سے کما حقہ، بہرہ ور ہوتے رہے وہ جو رسماً ایسا کرتے ہیں تو کتنے کام جو اپنے جوہر کے اعتبار سے بے حد اونچے ہیں مگر جب ہم ایسے پست ہمت انہیں انجام دینے لگتے ہیں تو نقل اتارنے سے آگے نہیں بڑھ سکتے مگر اس سے ان کاموں کی عظمت میں کیا فرق پڑتا ہے؟ اور پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ اچھے کام کی نقل اتارنا بھی بہر حال ایک اچھا کام ہی ہے اور کوئی ممکن نہیں کہ کوئی خوش نصیب نقل اتارتے اتارتے حقیقت کو پالے اور اس کا مزاج اصل کے سانچے میں ڈھل جائے۔

وما ذالک علی اللہ یعزیز۔

رحمت و مغفرت سے شاد و کام اور بہرہ ور ہونے کے بعد یہ قافلہ ایمان و یقین، ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے اور روزے کے ظاہری و باطنی اعمال کو مسلسل جاری رکھتے ہوئے اپنے رب سے فریاد کناں ہوتا ہے کہ جہاں آپ نے ہم تابکاروں پر رحم فرمایا کہ معصیت کے دلدل سے نکال کر شاہراہ اطاعت و فرمانبرداری پر لاؤالا، اس سیدھے راستے (صراط مستقیم) پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اپنے فضل خاص سے ہمارے گناہوں، کوتاہیوں، لغزشوں اور چھپی ہوئی اور ظاہر فروگزاشتوں کو معاف فرمادیا تو آپ ہمارے حال پر ترس فرمائیو۔ ربنا اصرف عنا عذاب جہنم ان عذابہا کان غراما۔ ہمارے آقا! جہنم کے عذاب کو ہم سے دور فرمادیو۔ اس کا عذاب چٹ جانے والا اور تباہ کن ہے۔

اس صدائے اضطراب کا جواب، انہیں یوں دیا جاتا ہے کہ ایک پورے عشرہ (دس دنوں) کو اس ہونا ک جہنم کی آگ سے آزادی کا عشرہ قرار دیا گیا ہے اب جو بھی خوش نصیب رمضان کے پہلے دو عشرے، ان کاموں میں مصروف رہے گا جو

اس کے رب کو پسند ہیں اور ان باتوں سے مجتنب رہے جو اس کے آقا نے اس کیلئے ناجائز قرار دئے ہیں وہ اس جہنم سے آزادی کے عشرے سے مستفید ہوگا اور اسے جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔ اللھم اعلنا منھم۔

دعا..... مومن کا سب سے بڑا اسلحہ ہے جس سے وہ اپنے ازلی وابدی دشمن شیطان لعین اور اپنے سرکش نفس کی آوارگیوں اور شرارتوں کا سر کچلتا ہے۔ اور اسی دعا کے ذریعہ وہ اپنے رب کی رحمت و مغفرت حاصل کر پاتا ہے۔

رمضان مبارک انوار و برکات کا خاص موسم ہے۔ اس موسم بہار میں دعاؤں میں سوز، رقت اور اثر انگیزی میں اضافہ ہوتا ہے۔

اور اگر دعائیں بھی وہ ہوں جو رحمت عالم ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئی ہوں تو نور علی نور کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ حضور سرور کونین ﷺ کی چند خاص دعائیں پیش خدمت ہیں۔

دعائے تہجد:

رمضان مبارک کی راتیں قیام، رکوع، سجود اور ذکر کیلئے مختص ہیں۔ اللہ ذوالجلال توفیق دیں تو تہجد کا اہتمام کیجئے۔ تہجد عظیم نعت ہے اور اہم تر سعادت ہے۔ یہ لمحہ خلوت، بندے کو آقا سے قریب تر کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس سہانے وقت میں طبیعت میں یکسوئی، عاجزی اپنے آقا کی جانب توجہ، جذبات محبت میں فراوانی اور اخلاص کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کا داعیہ قوی ہوتا ہے تہجد کے احوال اور اس کے اثرات ہر پہلو سے اس لائق ہیں کہ عہد مومن اس لمحہ سعادت کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرے اور عمر عزیز کے آخری ایام تک اس کوشش میں مصروف رہے۔ رمضان مبارک، تہجد کی عادت کو رائج کرنے کا موثر ترین وسیلہ ہے۔ اگر اس ماہ میں تیس مقدس راتوں میں تہجد کو معمول بنالیا اور اپنے رب سے اس عادت کو

راخ کرنے کی دعائیں بھی مسلسل کرے تو توقع کی جاسکتی ہے کہ آئندہ گیارہ ماہ میں یہ معمول بن جائے گا کہ رات کے پچھلے پہر اس دولت کو مینے کیلئے انسان بستر سے اٹھ کھڑا ہو۔ جو دولت کسی اور وقت ہاتھ نہیں لگتی، جو خزانے اس عالم خلوت میں لٹائے جاتے ہیں کسی دوسرے وقت میں ان کے منہ نہیں کھولے جاتے۔ حضور سرور کونین ﷺ تہجد کے وقت یہ دعا کرتے تھے۔

اللھم لک الحمد انت قیم السموات والارض ومن فیہن ولک الحمد انت نور السموات والارض ومن فیہن ولک الحمد انت الحق ووعدک الحق ولقائک حق وقولک حق والجنة حق والنار حق والنبیون حق ومحمد حق والساعة حق. اللھم لک اسلمت وبک امت وعلیک توکلت وعلیک انت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت الموعر لا اله الا انت ولا اله غیرک۔

میرے اللہ! آپ ہی کیلئے حمد و ثناء ہے۔ آپ زمین و آسمان کے قائم رکھنے والے ہیں اور نگران بھی ہیں۔ آپ ارض و سما کا نور ہیں اور یہاں کی ہر چیز آپ ہی کے انوار سے منور ہے۔ آپ ہی کیلئے حمد کی تمام اقسام مخصوص ہیں۔ آپ حق ہیں آپ کے وعدے حق ہیں۔ آپ سے ملاقات حق ہے۔ آپ کا ہر فرمان حق ہے۔ جنت اور دوزخ ایک سچی حقیقت ہیں۔ تمام انبیاء برحق ہیں، محمد ﷺ برحق ہیں، قیامت یقینی ہے۔

میرے رب! میں اپنے آپ کو آپ ہی کے سپرد کرتا ہوں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ آپ ہی پر میرا اعتماد و توکل ہے۔ آپ کی جانب متوجہ

ہوں آپ کی مدد ہی کے سہارے اہل باطل سے برسر پیکار ہوں میرے پہلے پچھلے مخفی اعلانیہ اور وہ سب گناہ جن سے آپ آگاہ ہیں معاف فرما دیجئے۔ آپ ہی اپنے بندوں کو آگے بڑھانے والے اور انہیں (ان کو تباہیوں کے باعث) پیچھے دھکیلنے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی بھی امید و خوف کا مرکز نہیں اور نہ ہی کوئی لائق عبادت ہے۔ اس دعائے تہجد کے ایک ایک جملے پر غور کیجئے۔ یہ تمام کلمات، تہجد کے وقت سے گہری مناسبت رکھتے ہیں۔ اللہ کے بندے اس وقت نرم و گداز بستروں کو چھوڑ کر اپنے آقا سے مصروف راز و نیاز ہوتے ہیں۔ وہ اپنے رب سے وہ سب کچھ پا لیتے ہیں جو اس دعائیں مانگا گیا ہے۔

تہجد کی نماز شروع کرتے

وقت:

اللھم رب جبریل ومیکائیل واسرافیل فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادة انت تحكم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون۔ اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔

اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب۔ آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے والے اے عالم الغیب اور ہر چیز سے باخبر رب۔ آپ ہی بندوں کے مابین ان اختلافات کا فیصلہ فرمائیں گے جن میں وہ آج مبتلا ہیں، اپنے حکم سے اختلافی امور میں میری راہنمائی حق بات کی جانب فرمائیں۔ آپ ہی ہیں جسے چاہیں سیدھے راستے کی جانب لے چلتے ہیں۔

انسانوں کے مابین..... بالخصوص مذہب کے بارے میں اختلافات کا یہ پہلو خیر و برکت کا ہے کہ انسان حق کی تلاش میں محنت کرتا ہے۔

نفسانیت سے بچ کر اور ضد و انانیت کو چھوڑ کر سچائی کو قبول کرتا ہے۔ اور جن لوگوں کو حق پر پاتا ہے۔ ان سے مربوط ہوتا ہے اور بھلائی میں ان سے تعاون کرتا ہے اور اس کے برعکس باطل کو باطل جاننے اور غلط بات کی حقیقت واضح ہو جانے پر اس سے دستکش ہو جاتا ہے۔ اور باطل کے علمبرداروں سے دنیوی تعلقات کے باوجود برائی میں شرکت سے گزیر کر باطل میں تعاون سے اجتناب کرتا ہے۔ گویا وہ سرتا قدم بندہ حق بن جاتا ہے اور اس کی پسند و ناپسند کا معیار اس کی اپنی مرضی نہیں بلکہ اس کے مالک کی رضا ہوتی ہے لیکن اختلاف بالخصوص مذہبی اختلاف، کا دوسرا پہلو انتہائی خطرناک بھی ہے اور وہ یوں کہ اگر انسان حق و ناحق کے مابین فیصلہ کرنے میں تامل اور کم ہمتی سے کام لے، حق کی تلاش میں محنت سے جی چرائے یا کسی عصبیت، ضد، مفاد پرستی اپنے دھڑے اور گروہ کی جانبداری کی وجہ سے حق کے سامنے سر جھکانے سے گریز کرے اور نفسانیت کی بنا پر حق کی مخالفت اور ناحق کی حمایت کا راستہ اختیار کرے تو گویا یہ اختلاف اس کی تباہی اور دوسروں کے لئے فتنے کا باعث بن گیا۔

اختلافی امور میں جہاں، اپنی استطاعت کی آخری حد تک تلاش حقیقت میں محنت اور اپنی نیت کو خالص کر رکھنے کی جدوجہد میں مصروف رہنے کی ضرورت ہے وہاں ہر انسان اس بات کا بھی محتاج ہے کہ وہ ذات حق کا حقیقی سرچشمہ ہے اور جس کے ہاں سے ہدایت اور توفیق میسر آتی ہے اس کے حضور گڑ گڑانے اور اختلافی امور میں صحیح راہ پانے اور اعتدال کی روش اختیار کرنے اور دلوں اور دماغوں پر تصرف رکھنے والے آقا ہی سے توفیق طلب کرے۔

حضور سرور کونین ﷺ نے تجویز ایسے پر انوار وقت میں، اختلاف میں راہنمائی کی، عا کو

ضروری خیال فرمایا اور حق یہ ہے کہ یہ وقت اس دعا کیلئے مناسب ترین ہے۔

فجر کی سنتوں کے بعد کی

دعا:

حضور اکرم ﷺ فجر کی سنتوں اور فرض نماز کے مابین یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اللهم اجعل فی قلبی نوراً وفی بصری نوراً وفی سمعی نوراً وعن یمینی نوراً وعن یساری نوراً وفوقی نوراً وتحتی نوراً واما می نوراً واخلفی نوراً واجعل لی نوراً وفی لسانی نوراً وعصبی نوراً ولحمی نوراً ودمی نوراً وشعری نوراً وبشری نوراً واجعل فی نفسی نوراً واعظم لی نوراً اللهم اعطنی نوراً۔

اے اللہ میرے دل میں نور ودیعت فرمائو۔ میری آنکھ میں، میرے کان، میرے دائیں میرے بائیں، میرے اوپر اور میرے نیچے جانب، میرے آگے اور میرے پیچھے انوار عطا فرمائو، میرے لئے انوار میں سے حصہ مقرر فرمائو، میری زبان کو منور فرمائو، میرے اعصاب کو انوار سے نوازو، میرے گوشت میرے خون، میرے بالوں اور میرے چہرے کو انوار سے آراستہ فرمائو۔ میرے نفس میں نور ودیعت کیجیو، میرے لئے نور کا عظیم حصہ مقرر فرمائو اور اے اللہ مجھے نور سے نوازو۔

نور اور ظلمت، روشنی اور اندھیرا، ان دونوں کا وجود بھی برحق ہے۔ اور ان کے مابین کشمکش بھی حقیقت ثابتہ ہے۔ ظلمت، ایک سیاہ پردہ ہے۔ جس چیز پر چڑھ جائے یا جو چیز اس میں گم ہو جائے وہ صرف سر کی آنکھوں سے ہی اوجھل نہیں ہوتی، بسا اوقات دل کی بصیرت بھی اس کے شعور سے محروم ہو جاتی ہے اور پھر جہاں بیرونی دنیا کی ظلمت بھی ہو، غلط افکار و نظریات نے اشیاء کی

حقیقتوں کو سخ کر دیا ہو۔ دل خواہشات و شہوات کی تاریکیوں میں سیاہ ہو چکے ہوں، اذبان باطل تصورات کے باعث شعور حقیقت سے محروم ہو چکے ہوں۔ آنکھوں اور کانوں پر جبو لے پروپیٹنڈے اور سماعت و بصارت کو معطل کر دینے والے اثرات غالب آچکے ہوں۔ دائیں بائیں کا ماحول غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط قرار دینے پر مہم ہو۔ فوق، تحت سامنے اور پیچھے ہر جہت سے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ماننے پر مجبور کرنے والی کوششیں مسلسل جاری ہوں اور ایک فرد اپنی بات پر قائم رہنے اور اپنی رائے پر عمل کرنے میں بے شمار دشواریاں محسوس کر رہا ہو۔ اور مزید یہ کہ ہر شخص خود اپنے اندر کی دنیا کو اجڑاتے ہوئے دیکھ رہا ہو۔ ارادوں میں خلل، عزائم میں اضطلال، اعصاب و جوارح میں ضعف و ناتوانی نے اسے بے سہارا بنا دیا ہو، اس عالم اضطراب میں یہ دعا ہے کہ بارالہ میرے دل کو ظلمتوں سے پاک اور عام روشنی ہی نہیں، اپنی خاص نورانیت سے منور فرمادیجیو اور پھر کان، آنکھ، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، سبھی جہتوں اور تمام اعضاء و جوارح، حتیٰ کہ زبان، اعصاب، گوشت پوست اور پھر اپنے پورے وجود اور اپنی کھل شخصیت (اللهم اعطنی نوراً) اور آخر یہ کہ اس نورانیت کی عظمت کے حصول کی دعا اور اس میں سے وافر حصہ پانے کی التجا..... اس کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرض نماز کے مابین جو چند لمحات شوق میسر آتے ہیں، ان میں سعادت، خوش بختی، برکت اور تمام اعضاء و جوارح اور جملہ قوتوں کیلئے یہ دعا کی جا رہی ہے کہ یہ سب کی سب، نور کے حقیقی سرچشمہ (اللہ نور السموات والارض) سے فیض یاب ہوں اور یہ تمام ان کاموں میں مصروف ہو جائیں جو کام خالق ارض و سما کی رضا کے مطابق ہوں۔

اس پر بس نہیں، یہ بات بھی ”نور“ کے

مفہوم میں شامل ہے کہ جو کام ہو، علی وجہ البصیرت ہو۔ صالح ارادہ اور پاک و خالص نیت سے ہو۔ صحیح طریق اور اسوہ رسالت کے مطابق ہو اور پھر اس کام میں برکت بھی ہو۔ یہ نتیجہ خیز بھی ہو اور اس کی ضیاء پاشیوں سے سارا ماحول جگمگا اٹھے۔

نماز فجر سے سورج طلوع ہونے تک:

اصبحنا علی فطرة الاسلام
و کلمة الاخلاص و علی دین نبینا محمد
ﷺ ملۃ ابینا ابراهیم حنیفا و ماکان من
المشرکین۔

ہم نے صبح کی اسلام کی فطرت پر، کلمہ اخلاص (توحید اور ہر کام اللہ کیلئے کرنے کا عہد) پر اور محمد ﷺ کے دین اور سیدنا ابراہیم کی ملت پر، جو اللہ کی جانب یکسو ہونے والے تھے اور شریک نہیں کیا کرتے تھے۔

۲۔ اللهم ما اصبح بی من
نعمة اوباحد من خلقک فمک
وحدک لا شریک لک فلک الحمد
ولک شکر۔ میرے اللہ جتنی نعمتیں، مجھے یا
تیری مخلوق میں کسی کو آج صبح ملی ہیں۔ وہ سب کی
سب تیری جانب سے عطا ہوئی ہیں۔ تو تمہا ہے، تیرا
کوئی شریک نہیں، تیرے لئے ہی حمد و ثناء ہے اور
شکر بھی تیرا ہی کیا جائے گا۔

۳۔ رضیت باللہ
وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا ورسولا۔
میں اللہ کے پروردگار مالک، آقا، حاکم
اور قانون ساز و حاجت روا اور مشکل کشا ہونے پر
راضی ہوا اور اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے نبی و
رسول ہونے پر راضی ہوا۔ (میں انہی کی پیروی
کروں گا۔)

۴۔ سبحان اللہ والحمد
للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔
اللہ ہر عیب سے پاک اور ہر کام سے

موصوف ہے، تمام اقسام حمد اسی کیلئے ہیں اور وہ تنہا
معبود برحق ہے، اس کا کوئی بھی شریک نہیں اور وہ
سب سے بڑا ہے۔

۵۔ استغفر اللہ الذی لا
الہ الا هو علیہ توکلت والیہ انیب۔

اللہ مجھے کافی ہے جس کے سوا اور کوئی
معبود نہیں، میں اسی پر توکل و اعتماد کرتا ہوں اور اسی
کی جانب متوجہ ہوتا ہوں۔

۷۔ اصبحنا واصبح
الملک للہ رب العالمین اللهم انی
اسالک خیر اهذا الیوم فتحه ونصره
ونوره وبرکته وهداه واعوذبک من
شر ما فیہ وشر ما بعدہ۔

ہم نے اور ساری کائنات نے صبح کی اللہ
کیلئے جو تمام عالم کا پروردگار مالک، آقا، حاکم،
قانون ساز اور مربی ہے۔ اے اللہ میں آپ سے
آج کے دن کی فتح و کامرانی، مدد و نصرت، نور،
برکت اور راہنمائی کا سوال کرتا ہوں اور اس دن
کی برائی سے اور جو بھی اذیت دینے والا حادثہ
رومنا ہونے والا ہے اور جو اس کے بعد صادر ہونے
والا ہے۔ اس کے شر سے محفوظ رہنے کی التجا کرتا
ہوں۔

شام کی دعائیں۔

یہ تمام دعائیں، جو صبح کیلئے ہیں یہی
دعائیں نماز مغرب کے بعد کی جائیں۔ صرف اتنا
فرق کر لیا جائے کہ دعا میں اصبحنا کی جگہ امینا
دوسری دعا میں صبح کی جگہ امینا اور دعا نمبر 6 میں
واصبح کی جگہ امینا و امسی کہیں۔

افطاری کے قریب کی

دعائیں۔

حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ
روزے کے افطار کرنے کا وقت دعا قبول ہونے
کیلئے مخصوص ہے۔

اسی بنا پر، روزہ دار، افطار سے کچھ وقت
پہلے اپنی تمام حاجات و ضروریات اور اسلام کے
غلبہ و پاکستان کی حفاظت اور یہاں اسلامی شریعت
کے نفاذ و اجراء اور امت مسلمہ کے اسلام پر متحد
ہونے اور اس دنیا میں سر بلند اور معزز و محترم ہونے
کی دعائیں، عاجزی سے کریں، بالخصوص وہ
دعائیں جو شام کے وقت کرنے کی ہیں وہ اس
وقت کی جاسکتی ہیں اور اس طرح حسب ذیل جامع
دعائیں کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان
لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من
الخسیرین۔

ہمارے مالک و آقا ہم نے اپنے اوپر ظلم
کیا (جو کام ہمیں کرنے چاہیں تھے وہ نہیں کئے اور
جو باتیں نہ کرنے کی تھیں ان میں ہم اپنی صلاحیتیں
ضائع کرتے رہے) اگر آپ ہماری غلطیوں اور
گناہوں کو معاف نہ فرمائیں اور ہم پر رحم نہ
فرمائیں تو ہم خسارے میں مبتلا ہوں گے۔

۲۔ ربنا اتنا فی الدنیا
حسنۃ وفی الآخرة حسنۃ وقنا عذاب
النار۔ ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا
فرما اور آخرت میں بھی، اچھی زندگی سے نواز اور
ہمیں جہنم کی آگ سے بچائے رکھ۔

۳۔ اللهم انا نسالک
العفو والغافیۃ فی الدنیا والآخرة اے اللہ
ہم آپ سے معافی اور صحت و عافیت طلب کرتے
ہیں۔ دنیا اور آخرت دونوں میں۔

۴۔ اللهم اکفنا بحلالک
عن حرامک و اغننا بفضلک عن
سواک۔ ہمارے اللہ ہمیں اپنے رزق حلال کے
ذریعہ حرام سے بچائو اور ہمیں اپنے فضل سے نواز
کرا اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز کر دیجیو۔

۵۔ اللهم انا نعوذبک من

اللهم والعز والعلو والجل والجلال
ومن غلبة البخل والدين وقهر
الرجال. اے اللہ ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔
پریشانیوں سے۔ غم سے ناتوانی و درماندگی سے،
سستی سے کاہلی سے، بزدلی اور بخل سے، قرض کے
بوجھ اور انسانوں کے غلبے سے۔

۶۔ اللهم فبعضه وجهك
الكريم أعز الاسلام والمسلمين وأذل
الشرك والمشركين. اے اللہ آپ کو آپ
کی کریم ذات کی قسم۔ اسلام اور مسلمانوں کو عزت
و سر بلندی عطا فرمائیے اور شرک و اہل شرک کو ذلیل و
رسوا کیجیے۔

دعاء افطار

روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا کریں۔

۱۔ اللهم لك صمت وعلى
رزقك افطرت اے اللہ میں نے آپ ہی
کے لئے روزہ رکھا اور آپ ہی کے رزق پر افطار کر
رہا ہوں۔

۲۔ افطاري کے بعد یہ دعا کریں
- ذهب الظماء وابتل العروق وثبت
الاجر انشاء الله. پیاس زائل ہوگئی، آنتیں
تروتازہ ہو گئیں اور انشاء اللہ اجر ثابت ہو گیا۔

۳۔ الحمد لله الذي
اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمين.
تمام تر حمد اللہ کیلئے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور
مسلمانوں میں شامل کیا۔

مغفرت طلب کرنے کی

دعائیں۔

حضور سرور کونین ﷺ کے ارشاد کے
مطابق، رمضان کا دوسرا عشرہ (گیارہ تا 20
رمضان) مغفرت کا عشرہ ہے۔ اس عشرہ میں
خصوصیت سے یہ دعائیں کی جائیں۔

سید الاستغفار

۱۔ جب بھی موقع ملے یا طبیعت
میں رقت اور عاجزی پیدا ہو تو یہ استغفار کیجئے جسے
لسان رسالت نے سید الاستغفار فرمایا۔ اللهم
انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا
عبدک انا علی عهدک ووعدک
ماستطعت اعوذ بک من شر ما صنعت
ابوء لک بنعمتک علی ابوء بذنبی
فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

اے اللہ آپ ہی میرے رب ہیں آپ
کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی نے مجھے پیدا فرمایا
میں آپ کا بندہ و غلام ہوں۔ آپ سے جو وعدہ
اطاعت و بندگی میں نے کیا میں اس پر اپنی آخری
حد استطاعت تک قائم ہوں، میں اپنے برے
اعمال کے برے اثرات و نتائج سے آپ کی پناہ
چاہتا ہوں۔ آپ نے جو نعمتیں، مجھے عطا فرمائیں
میں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں
کا اقرار بھی کرتا ہوں۔ میرے گناہ معاف فرما
دیجئے۔ کہ آپ کے سوا کوئی بھی گناہ معاف نہیں کر
سکتا۔

۲۔ اللهم اغفر لی جہدی
وہزلی وخطائی وعمدی وکل ذالک
عندی۔ اے میرے اللہ میرے وہ گناہ بخش دیجئے
جو میں نے سعی و جہد سے کئے، جو ہنسی مذاق میں
کئے اور جو بھول چوک سے ہو گئے اور جو عداوت سے
اور یہ تمام قسم کے گناہ مجھ سے سرزد ہوئے۔ میں۔

لیلۃ القدر کی دعا۔

اللهم انک عفو تحب العفو
فاعف عنا۔ اے اللہ آپ بکثرت معاف فرمانے
والے ہیں ہمارے گناہ معاف کر دیجئے۔

بغنیہ احکام و مسائل

معکف کیلئے مسجد میں ٹھہرنا لازم اور ضروری

ہے۔ بغیر ضروری حاجت کے مسجد کے ٹکنا درست
نہیں ہے۔ معکف کا مسجد میں رہتے ہوئے غسل
کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن عائشة زوج النبی
ﷺ یخرج الی راسہ من
المسجد وهو مجاور فاعسله
وانا حائض (صحیح مسلم)

آپ ﷺ حالت اعتکاف میں اپنا سر
مبارک میری طرف (گھر میں) نکالتے اور میں
آپ ﷺ کے سر کو دھو دیتی تھی۔

اس لئے مسجد میں رہتے ہوئے معکف کا
غسل کر لینا شرعاً جائز اور درست ہے

مسجد سے باہر جا کر غسل کرنا
اگر مسجد میں غسل ممکن نہ ہو اور غسل کی سخت
ضرورت لاحق ہو تو مسجد سے باہر نکل کر بھی غسل
کر لینا شرعاً درست ہے۔

ضرورت سے مراد مثلاً جسم سے پسینہ وغیرہ
کی وجہ سے ایسی بدبو آتی شروع ہو جائے جس
سے خود معکف یا دوسرے نمازیوں کو اذیت لاحق
ہو یا گرمی سے ایسی بے چینی اور بے اطمینانی پیدا
ہو جو عبادت کی ادائیگی میں خلل کا باعث بنے تو
مسجد سے باہر جا کر بھی غسل کیا جا سکتا ہے۔ جیسا
کہ پچھلی حدیث شریف میں سر کو باہر نکال کر
دھونے کا ذکر ہوا ہے۔

محض تقض طبع آرائش و آرام کیلئے مسجد سے
باہر جا کر غسل کرنا درست نہیں کیونکہ بغیر ضروری
حوائج کے مسجد سے ٹکنا معکف کیلئے درست نہیں
ہے۔

البتہ فرضی غسل کیلئے کوئی ممانعت نہیں ہے۔

فذلما عنونا واللہ نعمانی (رحمہ)